# آغازِ قصّہ

ایک بیوقوف لڑکی کا بیاہ ہوگیا تھا۔ اُس نے اپنی بیوقوفی سے سُسرال میں برس دو برس بھی نباہ نہ کیا، بیاہ کے چوتھے یا پانچویں ہی مہینے میاں پر تقاضا کرنا شروع کیا کہ تمھاری ماں بہنوں میں ہمارا گزارا نہیں ہوتا ہم کو الگ مکان لے دو۔ میاں نے کہا کہ تمھارے جتنے جھگڑے اپنی ماں بہنوں کے ساتھ میں سنتا رہا ہوں ان سب میں تمھاری ہی خطا ہے۔ محلّے میں جو آدمی بازاری طور کے رہتے ہیں تم نے انھیں کی لڑکیوں کو بہن بنا رکھا ہے۔ رات دن بھوند بھٹیارے کی بیٹی چنپا اور بجنشو قلعی گر کی بیٹی زلفن، کمو سقّے کی بیٹی رحمت۔ مولن کنجڑے کی بیٹی سلمتی، تمھارے پاس گھسی رہا کرتی ہیں اور تم کو اس بات کا کچھ خیال نہیں کہ یہ لوگ نہ ہماری برادری ہیں نہ بھائی بند نہ ان سے ہماری ملاقات نہ راہ و رسم نہ محبت تمام محلّے میں چرچا ہو رہا ہے کہ کیسی بہو آئی ہے؟ جب دیکھو ایسی ہی لڑکیاں اُس کے پاس بیٹھی ملتی ہیں۔ آخر محلّے میں قاضی شریف حسین حکیم شفاء الدولہ، منشی ممتاز احمد، مولوی روح اللہ، میر حسن رضا، یہ



لوگ بھی تو رہتے ہیں اور ان کی بہو بیٹیاں ہمارے گھر میں آتی جاتی ہیں۔ تم کسی سے بات بھی نہیں کرتیں۔ اگر والدہ صاحبہ نے تم کو ذلیل اور بےعزت لوگوں کی لڑکیوں سے ملنے کو منع کیا تو کیا بیجا کیا؟

اُس بیوقوف بی بی نے جواب دیا کہ محبّت ملاپ دل کے ملنے پر موقوف ہے۔ ہماری ماں کے ہمسایہ میں ایک باسو منھیار رہتا تھا۔ بنّو اس کی بیٹی ہماری سہیلی تھی۔ جب ہم چھوٹے سے تھے اُس کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ دو گڑیوں کا بیاہ بھی ہم نے بنّو کے ساتھ کیا تھا۔ بنّو بیچاری ہماری غریب تھی، ہم اپنی امّاں سے چُرا کر بہت چیزیں اس کو دیا کرتے تھے۔ امّاں نے ہرچند منع کیا مگر ہم نے بنّو کا ملنا نہ چھوڑا۔

میاں نے کہا: "تم نے بہت جھک مارا!"

یہ سن کر وہ احمق عورت میاں سے بولی "دیکھو! خدا کی قسم میں نے کہہ دیا ہے، مجھ سے زبان سنبھال کر بولا کرو، نہیں تو پیٹ پیٹ کر اپنا خون کر ڈالوں گی۔"

یہ کہہ کر رونے لگی اور اپنے ماں باپ کو کوسنا شروع کیا۔

"الٰہی اس امّاں باوا کا بُرا ہو کیسی کمبختی میں ڈھکیل دیا، مجھ کو اکیلا پا کر سب نے ستانا شروع کیا ہے الٰہی میں مرجاؤں میرا جنازہ نکلے" اور غصّے کے مارے پان کھانے کی پٹاری جو چارپائی

پر رکھی تھی لات مار کر گرادی۔ تمام کتھا چونا توشک پر گرا۔ اونی دریس کا لحاف پائنتی تہ کیا ہوا رکھا تھا۔ چونے کے لگتے ہی اس کا تمام رنگ کٹ گیا۔ پٹاری کے گرنے کا غل سُن کر سامنے کے دالان سے ساس دوڑی آئیں، ماں کو آتے دیکھ بیٹا تو دوسرے دروازہ سے چلدیا لیکن اپنے دل میں کہتا تھا "ناحق میں نے بھڑوں کے چھتے کو چھیڑا۔ ساس نے آکر دیکھا تو چار پیسے کا کتھا جو کل چھان پکا کر کلھیا میں بھر دیا تھا، سب گرا پڑا ہے۔ توشک کتھے میں لت پت ہے لحاف چونے میں تربتر، بہو زار قطار رو رہی ہیں۔ آتے ہی ساس نے بہو کو گلے سے لگا لیا اور اپنے بیٹے کو ناحق بہت کچھ بُرا بھلا کہا اتنی دلجوئی کا سہارا اور گھتے کو ٹھیلتے کا بہانا ہوا۔ ہر چند ساس نے منت کی اور سمجھایا اُس مکار عورت پر مطلق اثر نہ ہوا ہمسایہ کی عورتیں رونے پیٹنے کی آواز سُن کر جمع ہوگئیں۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ بخشو قلعی گر کی بیٹی زلفن سمدھیانے دوڑی گئی، اور ایک ایک کی چار چار لگائیں۔ ان کی ماں بھی خدا کے فضل سے بڑی تیز تھیں۔ سُنتے کے ساتھ ڈولی پر چڑھ آپہنچیں۔ بہت کچھ لڑیں جھگڑیں آخر بیٹی کو ساتھ لے گئیں۔

کئی مہینے تک دونوں طرف سے آمد و رفت سلام و پیام متروک رہا تاکہ قصہ اچھی طرح سمجھ میں آئے، تم کو نام بھی اُن لوگوں کے بتا دینے



ضرور ہیں۔

**اکبری خانم** اس بیوقوف اور مکار عورت کا نام تھا اور سُسرال سے اس کو مزاج دار بہو کا خطاب ملا تھا۔ یہ اکبری بیوقوف بے ہنر بدمزاج تھی لیکن اس کی چھوٹی بہن **اصغری خانم** بہت عقلمند اور فہمیدہ اور نیک مزاج تھی چھوٹی سی عمر میں اس نے قرآن شریف کا ترجمہ اور مسائل کی اُردو کتابیں پڑھ لی تھیں۔ لکھنے میں بھی عاجز نہ تھی۔ گھر کا حال اپنے باپ کو ہفتے کے ہفتے لکھ بھیجا کرتی۔ ہر ایک طرح کا کپڑا سی سکتی تھی اور انواع و اقسام کے مزہ دار کھانے پکانا جانتی تھی۔ تمام محلّے میں اصغری خانم کی تعریف تھی ماں کے تمام گھر کا بندوبست اصغری خانم کے ہاتھوں میں رہتا تھا۔ جب کبھی باپ رخصت لے کر گھر آتا۔ خانہ داری کے انتظام میں اصغری سے صلاح پوچھتا روپیہ پیسہ کوٹھری اور صندوقوں کی کنجیاں سب کچھ اصغری کے اختیار میں رہا کرتا تھا۔ ماں باپ دونوں جان و دل سے اصغری کو چاہتے تھے بلکہ محلے کے سب لوگ اصغری کو پیار کرتے تھے مگر اکبری خود بخود اپنی چھوٹی بہن سے ناراض رہا کرتی بلکہ اکیلا پاکر مار بھی لیا کرتی تھی لیکن اصغری ہمیشہ آپا کا ادب کرتی اور کبھی ماں سے اس کی چغلی نہ کھاتی۔ دونوں بہنوں کی منگنی بھی اتفاق سے ایک ہی گھر میں ہوئی۔

**محمد عاقل** اور **محمد کامل** دو بھائی حقیقی تھے **اکبری** کا بیاہ بڑے بھائی محمد عاقل سے ہوا تھا اور **اصغری** کی بات محمد کامل سے ٹھہر چکی تھی مگر بیاہ نہیں ہوا تھا اکبری کی بدمزاجی کے سبب قریب تھا کہ اصغری کی منگنی بھی چھوٹ جائے لیکن ان لڑکیوں کی خالہ جو محمد عاقل کے گھر کے پاس رہتی تھی۔ ہمیشہ اصلاح کیا کرتی تھی اور اگرچہ اکبری لڑکر چلی گئی تھی لیکن خالہ نے بہت کچھ لعنت ملامت کی اور بیسوں پیش سمجھایا۔ آخر کار کئی مہینے بعد رمضان کی تقریب سے بھانجی کو سسرال لوالائی۔ چند روز تک محمد عاقل مزاج دار بہو سے ناخوش رہا۔ آخر کو خلیا ساس نے میاں بی بی کا ملاپ کرا دیا لیکن جب مزاجوں میں ناموافقت ہوتی ہے تو ہر ایک بات میں بگاڑ کا سامان موجود ہوتا ہے۔

محمد عاقل نے ایک دن اپنی ماں سے کہا کہ آج میں نے ایک دوست کی دعوت کی ہے۔ افطاری اور کھانے کا زیادہ اہتمام ہونا چاہیئے۔ ماں نے جواب دیا، خدا جانے کس مصیبت سے میں روٹی بھی پکا لیتی ہوں۔ تین دن سے افطار کے وقت مجھ کو لرزہ چڑھتا ہے۔ مجھ کو اپنی خبر تک نہیں رہتی خدا ہمسائی کا بھلا کرے کہ وہ اتنا بھی پکا دیتی ہے۔ تم نے دعوت سے پہلے گھر میں پوچھ تو لیا ہوتا محمد عاقل نے تعجب کی راہ سے بی بی کی طرف اشارہ کر کے



کہا کہ یہ اتنے کام کی بھی نہیں ہیں، بہو کو اتنا ضبط کہاں تھا کہ اتنی بات سُن کر چپ رہے سنتے ہی بولی "اسی بوڑھی اماں سے پوچھو کہ بیٹے کا بیاہ کیا ہے یا لونڈی مول لی ہے۔ لو صاحب! روزے میں چولھا جھونکنا"

محمد عاقل نے سوچا "اب اگر میں کچھ رد و کد کرتا ہوں پہلے کی طرح رسوائی ہوگی" اپنا سا منہ لے کر رہ گیا اور افطار کے واسطے کچھ بازار سے مول لے آیا۔ غرض وہ بات ٹل گئی۔

CH. 2

اب محمد عاقل کو دوسری آفت پیش آئی یعنی عید، بیچارے نے ایک ہفتہ آگے سے مزاج دار بہو صاحب کے جوڑے کی تیاری شروع کی۔ ہر روز طرح طرح کے کپڑے رنگ برنگ کی چوڑیاں، ڈیڑھ حاشیے اور سلمے ستارے کی کامدار جوتیاں لاتا تھا۔ مزاج دار کی خاطر میں کچھ نہیں آتا تھا۔ یہاں تک کہ عید کا ایک دن باقی رہ گیا۔ مجبور ہو کر اکبری خانم کی خالہ کے پاس گیا۔ انھوں نے آواز سُن کر اندر بُلایا بلائیں لیں۔ پیار سے بٹھایا۔ پان بنا کر دیا اور پوچھا کہو! "اکبری تو اچھی ہے؟"

محمد عاقل نے کہا "صاحب آپ کی بھانجی تو عجب مزاج کی عورت ہے۔ میرا تو دم ناک میں آگیا ہے۔ جو ادا ہے سو نرالی ہے اور جو بات ہے سو ٹیڑھی"